سوال

(201) فوت شدہ کی تعزیت اور طریقہ دعا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کسی بھی آدمی کے فوت ہو جانے پر تین دن تک افسوس کے لیے بیٹھا جاتا ہے اگر کوئی آدمی وہاں آکر دعا مانگنے کو کہتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر جو دعا مانگی جاتی ہے اس بارے میں رسولِ اکرم ﷺ کا طریقہ کار بتائیں۔ کیا ہاتھ اٹھا کر دعا جائز ہے یا نہیں؟ (محمد زبیر بھٹی جھبراں) (۱۳ مارچ، ۱۹۹۲ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

فوت شدہ آدمی کی پس ماندگان سے تعزیت کرنا مسنون و مستحب ہے لیکن اس امر کے لیے حُقہ لگا کر بیٹھے رہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ حدیث جریر بن عبداللہ میں اہل میت کے ہاں اجتماع کو نوحہ قرار دیا گیا ہے:

'كُنَّا نَعُدُّ الِاجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنِيعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النِّيَاحَةِ' (مسند احمد، رقم: ۶۹۰۵)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث جریر:

(أَخْرَجَهٗ أَيْضًا ابْنُ مَاجَه وَإِسْنَادُهٗ صَحِيحٌ۔ نیل الاوطار، ج:۴، ص:۱۰۴)

بسلسلۂ دعاء مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''موت کے بعد میت کے لیے دعا اور صدقہ یقینا مفید ہیں۔ جنازہ خود میت کے لیے دعاء ہے لیکن صدقہ اور دعا کے لیے کسی وقت کا تعین شرعاً ثابت نہیں۔ موت کے بعد میت کے گھر بیٹھ کر عموماً دعاؤں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ ہر آنے والا دعا کے لیے اس انداز سے درخواست کرتا ہے گویا وہ اپنی حاضری نوٹ کرا رہا ہے۔ ایک سیکنڈ میں دعا ختم ہو جاتی ہے۔ اور حقہ اور گپوں کا دَور شروع ہو جاتا ہے۔ اور دعا کے وقت بھی دل حاضر نہیں ہوتا۔ حالانکہ دل کی توجہ دعاء کے لیے ازبس ضروری ہے۔

'أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔' (سنن الترمذی، رقم: ۳۴۷۹)

''اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔''

میت کےلیے دعاء ہر وقت بلا تخصیص کی جا سکتی ہے۔ اور زندوں کی طرف سے یہی بہترین صلہ ہے جو میت کو دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ سنت کے مطابق ہو۔ تعزیت کا مطلب گھر والوں کی تسکین ہے۔ دعا اگر مجلس کی بجائے انفرادًا کی جائے تو دعا کا مقصود پورا ہو سکتا ہے۔ غرض یہ تین دن کا جلسۂ دعائیہ سنت سے ثابت نہیں۔ ان مجالس میں حقہ اور بھی ان کے مقصد کو برباد کردیتا ہے۔ (الاعتصام گوجرانوالہ ،۲۸ دسمبر ۱۹۵۱ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3،کتاب الجنائز:صفحہ:217

محدث فتویٰ